سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۳۶

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ: گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۳۶

عشقِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح مفہوم

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ امیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : عشقِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح مفہوم

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۱۳؍ ربیع الاوّل ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۱؍ اگست ۱۹۹۵ء بروز جمعہ

مقام : مسجدِ اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

مرتب : سید عشرت جمیل میر صاحب خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ اشاعت : ۵؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۵؍ فروری ۲۰۱۵ء

زیرِ اہتمام : شعبہ نشرو اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

عشقِ رسالت کا صحیح مفہوم

عارف باللہ مرشدنا و مولانا حضرت شاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم کا یہ عاشقانہ بیان جو ۱۳/ربیع الاوّل ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۱/اگست ۱۹۹۵ء قبل نماز جمعہ مسجدِ اشرف گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ میں ہوا جس میں حضرتِ اقدس کی زبانِ عشق نے نہایت دردِ دل کے ساتھ واضح فرمایا کہ حقیقی عشق رسول کیا ہے۔ (مرتب)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ [1]

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَّفْسِيْ وَاَهْلِيْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ [2]

عشقِ الٰہی اور عشقِ رسالت کا معتبر راستہ

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق وہی معتبر ہے جو سنت کے راستے سے حاصل ہو۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے ہٹ کر مثلاً طبلہ، سارنگی اور گانے بجانے سے تڑپ اور عشق پیدا ہو تو یہ عشق معتبر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ اعلان فرمادیں:

[1] البقرۃ:۱۶۵

[2] جامع الترمذی: ۱۸۷/۲، باب من ابواب جامع الدعوات، ایچ ایم سعید

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ [٣]

اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ تو اللہ تمہیں پیار کرے گا۔ جس کا ترجمہ حضرت شاہ فضلِ رحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کروادیا کہ اگر تم اللہ کا پیارا بننا چاہتے ہو تو میرا چلن چلو۔ ہمارا پیارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا پیارا ہے کہ جو اس کا چلن چلتے ہیں ان پر بھی ہم کو پیار آتا ہے، ہم ان کو بھی اپنا پیارا بنالیتے ہیں۔ آپ دنیاوی محبت میں دیکھیے کہ کسی کا ایک بیٹا ہو اور اس بیٹے کی طرح محلہ کا کوئی لڑکا چل رہا ہو تو بابا کو اس پر بھی پیار آتا ہے کہ دیکھو یہ میرے بیٹے کی طرح چلتا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اتنے پیارے ہیں کہ جو بھی ان کی چلن چلتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ہو جاتا ہے۔ آج ہمارا کیا حال ہے کہ آپ کی سنت کے طریقوں کو چھوڑ کر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے اور جن کو رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ [٤] کا پروانہ مل گیا کہ صحابہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے تو ان کا راستہ کتنا مستند ہے اور اسی سے معلوم ہوا کہ صحابہ کے طریقے کو چھوڑ کر عشق کا دعویٰ غیر معتبر ہے۔ شاعر کہتا ہے ؎

مستند رستے وہی مانے گئے
جن سے ہو کر تیرے دیوانے گئے

لوٹ آئے جتنے فرزانے گئے
تا بہ منزل صرف دیوانے گئے

خلافِ سنت عشق غیر مستند اور غیر معتبر ہے

صحابہ رضی اللہ عنہم جس راستے سے گزرے ہیں وہی راستہ مستند ہے، وہی راستہ

---

٣ اٰل عمرٰن:٣١
٤ البینۃ:٨

معتبر ہے۔ بتاؤ کوئی ہے صحابی جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں بینڈ باجے اور گانے بجانے کے ساتھ جلوس نکالا ہو؟ آہ نکلتی ہے آج ان نالائقوں اور جاہلوں پر کہ نمازوں کی کوئی پروا نہیں، نمازوں کا وقت جارہا ہے اور پیر صاحب گھوڑے پر بیٹھے ہوئے ہیں اور طبلے سارنگی کے ساتھ بینڈ باجے کی دھن پر نعت شریف ہو رہی ہے، اور نماز فرض قضا ہو رہی ہے، آپ بتائیے یہ کون سا عشق ہے بھائی؟ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کبھی ایسا کیا؟ یہ سب کیا ہے؟ محض ایک تماشا ہے، کھیل کود ہے، اس کو سنت کے راستے سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر یہ سنت ہوتی تو صحابہ رضی اللہ عنہم ضرور اس کو اختیار کرتے۔ جو جان دے سکتے ہیں، شہید ہو سکتے ہیں وہ یہ بینڈ باجا جلوس نہیں نکال سکتے؟ بتاؤ جان دینا زیادہ مشکل ہے یا یہ بینڈ بجانا؟ لیکن آج افسوس ہے کہ کوئی پوچھتا بھی نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا کیا طریقہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا سب سے اعلیٰ طریقہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا سب سے اعلیٰ طریقہ یہ ہے کہ جس مقصد کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے یعنی بندوں کو اللہ کی مرضی پر چلانے کے لیے، ہمارے نفس نالائق کو مٹانے کے لیے، اعمال کی اصلاح کے لیے اس پر عمل کرکے ہم جان پاک رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کردیں، لہٰذا اگر اس مبارک مہینے میں محبت کا حق ادا کرنا ہے تو جنہوں نے داڑھیاں نہیں رکھیں وہ داڑھیاں رکھ لیں، جن کے پاجامے ٹخنے کے نیچے ہیں اور وہ بخاری شریف کی حدیث مَاۤ اَسۡفَلَ مِنَ الۡکَعۡبَیۡنِ مِنَ الۡاِزَارِ فِی النَّارِ[۵] کی وعید کے مستحق ہیں وہ آج ٹخنے کھول لیں، پانچوں وقت کی نمازوں کا ارادہ کرلیں، بیویوں کی اگر پٹائی کر رہے ہیں تو اس سے توبہ کرلیں غرض جتنے ظلم ہیں، اغوا برائے تاوان یا قتل و خون وغیرہ ان سب جرائم سے باز آجائیں تو سمجھ لو ہم نے عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کردیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو خوش کردیا مگر بجائے اصلاحِ عمل کے آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا حق یہ سمجھا جارہا ہے کہ بینڈ باجے لائے جائیں

---

۵ صحیح البخاری: ۸۶۱/۲ (۵۷۸۷)، باب ما اسفل من الکعبین فھو فی النار، المکتبۃ المظھریۃ

اور تماشے کیے جائیں اور شراب پی کر ساری رات قوالی پڑھی جائے۔ چشم دید واقعہ ہے کہ ایسی ہی ایک مجلس میں کسی نے عشاء کی نماز نہیں پڑھی اور شراب پی کر رات بھر قوالی کرتے رہے، بتائیے! افسوس کی بات ہے یا نہیں؟ کیا اسلام اس کا نام ہے؟ ہر گز یہ اسلام نہیں۔

طریق صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ ہر راستہ غیر معتبر ہے

اسلام وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عطا فرمایا، اسلام وہی ہے جو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل تھا، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریقہ دیکھو، جس چیز پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمل کیا وہی معتبر ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو کوئی سمجھنے والا ہے؟ لہٰذا خوب سمجھ لو کہ حدیث کا مفہوم وہی معتبر ہے جو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے سمجھا، ان سے زیادہ ہمیں عقل و فہم نہیں ہے۔ جن کی تعریف خدا نے کی ہو کہ اللہ ان سے راضی ہو گیا تو خود فیصلہ کر لو کہ پھر ان کے کام کیسے ہوں گے۔ لہٰذا جو کام بھی کیجیے چاہے خوشی میں یا غمی میں، ختنہ میں یا عقیقہ میں، شادی کے موقع پر یا کسی کی موت پر ہمیشہ علمائے کرام سے پوچھ کر کیجیے۔ علماء بتائیں گے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا عمل کیا، احادیث کا مفہوم حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا سمجھا کیوں کہ ان ہی کا راستہ مستند ہے۔

مستند رستے وہی مانے گئے
جن سے ہو کر تیرے دیوانے گئے

جن کو اللہ تعالیٰ نے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ نازل فرما کر اپنی رضا کی سند دے دی، جن کے اعمال پر اللہ نے اپنی خوشیوں کا اطلاق کر دیا، ان کو چھوڑ کر آپ ان لوگوں کی بات مانتے ہیں جن کے لیے کوئی آیت نازل نہیں ہوئی، بتائیے کون سا مستند عمل ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اعمال جن پر رضائے الٰہی کی مہر ثبت ہے یا ان جاہلوں کے اعمال جن پر اللہ کی خوشی کی کوئی رجسٹری نہیں بلکہ خلافِ سنت ہونے کے سبب غضبِ الٰہی کا اندیشہ ہے۔

نافرمانیٔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دعوائے عشق باطل ہے

اگر ذرا بھی عقل ہو تو آدمی خود سمجھ جائے کہ یہ کون سا عشق رسالت ہے کہ فرض نماز غائب اور بینڈ باجوں پر نعت شریف پڑھی جارہی ہے جب کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گانے بجانے یعنی ساز و موسیقی کو مٹانے کے لیے آیا ہوں۔ کیا آپ کے فرامین عالی شان کی مخالفت کرنا یہ عشق رسالت ہے؟ بخاری شریف کی حدیث میں ارشاد فرمایا کہ داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ لیکن آج دیکھو تو الٹا معاملہ ہے کہ بعض لوگ مونچھیں بڑھاتے ہیں اور داڑھی کٹاتے ہیں اور بعض لوگ مونچھیں تو کٹا چکے ہیں لیکن وہ ذرا سی ہمت اور کرلیں کہ داڑھی بڑھالیں تو سو(۱۰۰) فی صد نمبر سے کامیاب ہوجائیں گے کیوں کہ یہ مونچھیں کچھ کام نہ دیں گی، قیامت کے دن داڑھی ہی کام آئے گی۔ یہ مت سمجھو کہ بوڑھے ہوکر داڑھی رکھ لیں گے کیوں کہ کیا گارنٹی ہے کہ آپ بڑھاپے تک زندہ رہیں گے۔ ابھی اسی ہفتہ میں ہمارے ایک اللہ والے دوست، ایک کالج کے پرنسپل کا اچانک ہارٹ فیل ہوگیا۔ نماز کی حالت میں دل کا دورہ پڑا، ہسپتال تک بھی نہیں جاسکے ؎

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی
تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

داڑھی رکھنا دلیل عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے

آہ! دردِ دل سے کہتا ہوں، واللہ! آپ کی بھلائی کے لیے کہتا ہوں، آپ کے احترام وعزت کو سر آنکھوں پر رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل بنالو۔ ابنِ ماجہ شریف کی حدیث ہے کہ روؤ اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل بنالو۔ تو معلوم ہوا کہ شکل بھی کام دے جاتی ہے، کم سے کم قیامت کے دن آپ یہ کہہ سکیں گے کہ ؎

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کردے میں صورت لے کے آیا ہوں

چاروں اماموں کا اجماع ہے کہ داڑھی کا رکھنا واجب ہے، منڈانا اور کترانا حرام ہے، ایک مشت تینوں طرف سے واجب ہے، اس حکم میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ سوچیے کہ اگر قبر میں جنازہ اتر گیا تو گالوں کو کیڑے کھاجائیں گے، موت کے بعد کھیتی کی زمین بھی چھن جائے گی، پھر کہاں غلہ بوؤ گے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا باغ کہاں لگاؤ گے۔

تازیانۂ عبرت

سکھوں سے سبق لو کہ یہ ظالم کافر ہو کر اپنے پیشوا کی محبت میں داڑھی رکھتے ہیں حالاں کہ بوجہ کفر کے یہ داڑھی ان کو کچھ مفید نہیں، لیکن ایک سکھ بھی ایسا نہیں ملے گا جو داڑھی منڈاتا ہو، لیکن آہ! آج امتِ محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیا ہو گیا کہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل نہیں بناتے اور سمجھتے ہیں کہ داڑھی سے میری شکل خراب معلوم ہوگی۔

داڑھی سے شکل حسین معلوم ہوتی ہے

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ داڑھی رکھنے کے بعد بتانا کہ شکل کیسی معلوم ہوتی ہے۔ پھر کہو گے کہ افسوس آج تک ہم نے داڑھی کیوں نہیں رکھی تھی۔ اگر داڑھی رکھنے سے شکل خراب لگتی تو اللہ اپنے پیغمبروں کو حکم نہ دیتا کہ داڑھی رکھو۔ آپ بتائیے کہ کیا کوئی اپنے پیاروں کی شکل خراب کرنا چاہتا ہے؟ جب کوئی شخص اپنے پیاروں کو خراب شکل میں نہیں دیکھنا چاہتا تو اللہ تعالیٰ کیسے اپنے پیارے پیغمبروں کو خراب شکل میں دیکھنا پسند کرتا۔ معلوم ہوا کہ داڑھی اللہ کے پیاروں کی شکل ہے، لہٰذا یہ خود دلیل ہے کہ یہ پیاری چیز ہے اور اس سے شکل پیاری معلوم ہوتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے تقاضے

اس لیے میں آپ لوگوں سے نہایت دردِ دل سے فریاد کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں، آج کے مبارک دن میں، اس مبارک مہینے میں کچھ اچھے ارادے کرلو، ان شاء اللہ آپ کو کوئی کچھ نہیں کہے گا، بیوی بھی آپ سے دعا کرائے گی، سارا معاشرہ آپ سے دعا کرائے گا، آپ کو دنیا میں بھی عزت ملے گی اور آخرت میں بھی عزت

ملے گی۔ اور اے ٹخنے چھپانے والو! آج سے ارادہ کرلو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدایش کے اس مبارک مہینے میں آج سے اپنا ٹخنہ نہیں چھپائیں گے اور آج سے ہم کسی ٹیڈی یا ٹیڈوں کو اور حسین یا حسینہ کو نہیں دیکھیں گے، اپنی نظر کی حفاظت کریں گے کیوں کہ بخاری شریف کی حدیث ہے **زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ** [٦] یعنی نظر بازی آنکھوں کا زنا ہے۔ یہ بے وقوف لوگ کہتے ہیں کہ لونہ دو دیکھ تو لو۔ سبحان اللہ! یعنی مطلب یہ ہوا کہ جب ہم کچھ گناہ نہیں کرتے تو دیکھنے میں کیا حرج ہے؟ حالاں کہ دیکھنے کے بارے میں ہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ یہ آنکھوں کا زنا ہے۔ غرض جو لوگ جس گناہ میں بھی مبتلا ہیں آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں دل میں پکا ارادہ کرلیں کہ جس کو جس گناہ کی عادت ہے اس کو ترک کردیں گے، مثلاً جو بڑی بڑی مونچھیں رکھتے ہیں آج سے نہیں رکھیں گے کیوں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری شفاعت ان کو نصیب نہیں ہوگی۔ عبارتِ نبوت، الفاظِ نبوت بھی پیش کر رہا ہوں، ارشاد فرمایا کہ **مَنْ طَوَّلَ شَارِبَهٗ لَمْ يَنَلْ شَفَاعَتِيْ** [٧] جو بڑی مونچھ رکھے گا جس سے ہونٹ کے کنارے چھپ جائیں میری شفاعت نہیں پائے گا۔ بتاؤ مونچھوں سے فائدہ ملے گا یا شفاعتِ نبوی سے فائدہ ملے گا؟ لہٰذا آج جتنے حاضرین ہیں جن کے داڑھیاں نہیں ہیں وہ داڑھی رکھ لیں اور جن کی داڑھی ہے مگر ایک مشت نہیں ہے وہ کٹانا چھوڑ دیں کیوں کہ کٹانا بھی حرام ہے، گناہِ کبیرہ ہے اور گناہِ کبیرہ سے اللہ کے ولی نہیں بن سکتے ہو۔ جن کو خوش کر رہے ہو واللہ! یہ قبروں میں کچھ کام نہیں دیں گے۔ جن کو خوش کرنے کے لیے اللہ و رسول کو ناخوش کر رہے ہو اور لوگوں سے ڈر رہے ہو کہ لوگ کیا کہیں گے تو بتاؤ یہ لوگ کام آئیں گے یا اللہ و رسول؟ افسوس آج ہمارا کیا حال ہے۔ ایک شخص نے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ مجھے لوگوں سے ڈر لگتا ہے کہ اگر میں داڑھی رکھ لوں گا تو لوگ میرا مذاق اڑائیں گے۔ تو فرمایا کہ ارے لوگوں سے تو لُگائی ڈرتی ہے، ظالم تو بھی تو لوگ ہے لُگائی تو نہیں ہے، جو لوگوں سے ڈر رہا ہے۔ مردانہ وار اعلان کردے کہ میں بھی مرد ہوں، میں لوگوں سے نہیں ڈرتا، میں علی الاعلان داڑھی رکھتا ہوں، کیوں کہ میری قبر میں کوئی کام نہیں آئے

---

[٦] صحیح البخاری: ۹۲۲/۲، ۹۲۳ (۶۲۷۵)، باب زنا الجوارح دون الفرج، المکتبۃ المظھریۃ

[٧] اوجز المسالک لشیخ زکریا رحمہ اللہ: ۲۷۰/۱۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

گا، قیامت کے دن کوئی کام نہیں آئے گا۔ لہٰذا دنیا والو! سن لو ؎

کہاں تک ضبطِ بے تابی کہاں تک پاسِ بدنامی
کلیجہ تھام لو یارو کہ ہم اب داڑھی رکھتے ہیں

کہہ دو کہ اگر میری داڑھی تم کو بری لگتی ہے تو اپنی آنکھیں بند کرلو مگر مجھے اپنے اللہ کو منہ دکھانا ہے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ دکھانا ہے لہٰذا کیا مخلوق سے ڈرنا ہے، جو مخلوق سے ڈرتا ہے ابھی اللہ کا عاشق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے عاشقوں کی تعریف میں فرمایا:

وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ [۸]

یعنی جو میرے عاشق ہیں وہ مخلوق سے نہیں ڈرتے، کسی کی ملامت کا خوف نہیں کرتے۔

محبت کی ایک خاص علامت

لہٰذا میں آپ لوگوں سے گزارش کرتا ہوں کہ اس مبارک مہینے میں جس کو جس گناہ کی عادت ہے خواہ ظاہری گناہ ہو یا باطنی سب سے توبہ کرلو۔ بعضوں کا ظاہر تو بالکل صوفی ہوتا ہے لیکن عملاً وہ بھی نافرمانیوں میں مبتلا ہیں، داڑھی رکھ کر بھی عورتوں کو تاک جھانک کررہے ہیں، لڑکوں کو بری نظر سے دیکھ رہے ہیں، کچھ نہیں تو دل میں گندے گندے خیال پکا رہے ہیں۔ اس لیے آج سے ارادہ کرلو کہ اے خدا! میں سو فی صد آپ کا بننا چاہتا ہوں اور یہ اعلان کردو جو اس شعر میں ہے ؎

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا
ان ہی کا ان ہی کا ہوا جا رہا ہوں

بتاؤ کس نے ہمیں پیدا کیا؟ لہٰذا کس کا بننے میں فائدہ ہے؟ اپنے نفس کا بننے میں فائدہ ہے؟ شیطان کا بننے میں فائدہ ہے؟ لوگوں کو خوش کرنے میں فائدہ ہے یا اللہ کو خوش کرنے میں؟

ارے دوستو! ہمارا ایمان تو ایسا ہونا چاہیے تھا کہ ساری دنیا میں اگر ایک بھی داڑھی

۸؎ المآئدۃ:۵۴

والا نہ ہوتا تو بھی ہم اپنے اللہ کو خوش کرنے کے لیے داڑھی رکھ کر اپنا جھنڈا اونچا کر دیتے، کوئی کہتا کہ یہ کیا کیا؟ تو کہتے کہ اپنے رب کا کہا کیا۔ ہماری نظر آسمان پر ہے، اے مٹی کے ڈھیلوں کی طرح زمین پر پڑے رہنے والو، کاش! اللہ تعالیٰ ہم سب کی نظر کو اپنی طرف کر دے تو کام بن جائے، ہمت سے کام لو کہ ہم کسی سے نہیں ڈرتے۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

سارا جہاں خلاف ہو پروا نہ چاہیے
پیشِ نظر تو مرضیٔ جانانہ چاہیے

پھر اس نظر سے جانچ کے تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے

نفس کی مغلوبیت غلبۂ روحانیت کی دلیل ہے

اپنے نفس کو لومڑی بنا کر رکھو، نفس کہے کہ اس لڑکے کو دیکھ لو، اس لڑکی کو دیکھ لو تو اس سے کہہ دو کہ نفس لومڑی! تُو میرا مقابلہ کرتی ہے، جانتی نہیں کہ میں شیر ہوں، روحانی شیر ہوں، میں بھلا تیری بات مانوں گا! اے نفس لومڑی! تو پیشاب پاخانے کی پلیٹ پر سونے چاندی کا ورق دکھا کر مجھے للچانا چاہتی ہے۔ اگر پاخانے کے اوپر چاندی کا ورق لگا دیا جائے تو کیا کوئی اس کو کھائے گا؟ ان حسینوں کا حسن ظاہری ہے، اندر پیشاب پاخانہ بھرا ہوا ہے۔ تو ان حسینوں سے عشق بازی کا انجام اس کے سوا کیا ہو گا کہ پیشاب اور پاخانہ کے مقام تک پہنچ جاؤ گے۔ مگر افسوس کہ نفس کے بندوں کی سمجھ میں یہ باتیں کہاں آتی ہیں، قسمت والوں کو توفیق توبہ نصیب ہوتی ہے۔

نزولِ رحمت کی علامت

میں مسجد میں کہتا ہوں واللہ! جس پر حق تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے اس کی علامت یہ ہے کہ وہ نفس امارہ کے شر سے نکل جاتا ہے۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ہمیں یہ دعا سکھائی:

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْکِ الْمَعَاصِیْ

اے اللہ! مجھ پر وہ رحمت نازل کر دے کہ جس سے میں آپ کی نافرمانی چھوڑ دوں، گناہوں کو چھوڑ دوں، وہ رحمت دے دے جس سے نفس امارہ کے پنجے سے نکل جاؤں۔

معصیت راہِ شقاوت ہے

وَلَا تُشْقِنِیْ بِمَعْصِیَتِكَ [۹] اور مجھے اپنی نافرمانی سے شقی اور بد بخت نہ بنا۔

دوستو! گناہوں سے انسان بد بخت ہو جاتا ہے اور نیکیوں سے اللہ کا پیارا اور محبوب ہو جاتا ہے اور گناہ کا مزہ تھوڑی دیر کا ہے۔

لذّتِ عارضی ملی عزتِ دائمی گئی

ذرا دیر کی لذّت ہمیشہ کے لیے عذاب، ہر وقت کی پریشانی ہے، توبہ بھی کر لے گا مگر تقاضائے معصیت کی شدت سے عذاب میں رہے گا۔

گناہ کا ایک خاص عذاب

غور سے سن لیجیے یہ بات، بہت گُر کی بات بتا رہا ہوں کہ جن لوگوں نے گناہ کر لیا اور پھر توبہ بھی کر لی اگرچہ توبہ بھی ان کے اختیار میں نہیں ہے، کسی کی دعا کام آگئی، اس کی کوئی نیکی کام آگئی لیکن جس نے زندگی میں ایک بار گناہ کر لیا توفیق توبہ کے بعد بھی وہ تقاضائے گناہ کی شدت کے عذاب میں ساری زندگی رہے گا، سن لو یہ اختر کا اعلان، آہ! میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پھولپور ضلع اعظم گڑھ میں وضو فرما رہے تھے کہ وضو روک کر اچانک فرمایا کہ حکیم اختر! جس نے کبھی بھی کوئی گناہ کر لیا وہ توبہ بھی کر لے گا اور اللہ کا پیارا بھی ہو جائے گا لیکن ساری عمر اس کو وسوسۂ گناہ سے نجات نہیں ملے گی، یہ مجاہدہ اس کو ساری

---

[۹] جامع الترمذی: ۱۹۷/۲ (۳۵۷۰)، باب فی دعاء الحفظ، ایچ ایم سعید

زندگی کرنا پڑے گا۔ اس لیے دوستو! کوشش کرو کہ گناہ ہونے ہی نہ پائے تاکہ تقاضائے معصیت میں شدت نہ ہو اور عافیت سے رہو۔

ذکر بے لذت بھی نافع ہے

اور دوسری بات یہ عرض کرنی تھی کہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکر میں مزہ آئے یا نہ آئے، ذکر بے لذت بھی آپ کو ولی اللہ اور صاحبِ نسبت بنادے گا۔ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تشویش اور خیالات و وساوس کے ساتھ بھی ذکر اللہ نفع سے خالی نہیں۔ اس کی تین مثالیں سنیے:

حالتِ تشویش میں ذکر اللہ کے نافع ہونے کی ایک عجیب مثال

مکہ شریف میں دوکاندار دس حاجیوں میں گھرا ہوتا ہے، اس کو اتنی فرصت نہیں ہے کہ سکون سے روٹی کھائے، دس گاہکوں میں گھرا ہوا ہے، کسی کو رومال پکڑا رہا ہے، کسی کو تسبیح دے رہا ہے، کسی کو مصلے دے رہا ہے اور ساتھ ساتھ ڈبل روٹی بھی کھاتا جارہا ہے لیکن تشویش کے ساتھ اِس کھانے سے اس کی صحت قائم رہتی ہے کہ نہیں؟ مصروفیت اور تشویش کے ساتھ لقمہ پیٹ میں جاکر جسم کو طاقت دیتا ہے۔ جس طرح کھانا تشویش کی حالت میں حیاتِ جسمانی کا سبب ہے اسی طرح حیاتِ ایمانی کے لیے حالتِ تشویش میں ذکر بھی مفید ہے۔ لٰہذا ایمانی حیات کے لیے حالتِ تشویش، حالتِ وساوس، حالتِ خیالات، ہجومِ اوہام میں بھی ذکر جاری رکھو، یہ ذکر آپ کی حیاتِ ایمانی کی ضمانت و کفالت کے لیے کافی ہے۔

دوسری مثال

اور دوسری مثال یہ ہے کہ اصلی موتی کا خمیرہ، سو روپیہ کی ایک چمچی، آپ نے منہ میں ڈالا کہ اچانک کسی نے کوئی تشویش کی خبر دی کہ جس سے دل پریشان ہوگیا، لیکن جب

حلق سے وہ خمیرہ اتر گیا تو باوجود تشویش و وساوس و خیالات کے وہ خمیرہ کام دکھائے گا یا نہیں؟ جب موتی اور بادام کا خمیرہ اثر کرتا ہے تو اللہ کا نام تو بہت بڑا نام ہے، ہزاروں وساوس و تشویش میں جب ان کا نام منہ سے نکل جائے گا اور دل میں اتر جائے گا تو اپنا کام دکھائے گا اور دل میں نور ہی پیدا ہوگا۔ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے لکھا کہ آپ کا بتایا ہوا ذکر کر رہا ہوں لیکن کوئی نفع نہیں معلوم ہوتا۔ حضرت نے لکھا کہ اے ظالم! کیا یہ کم نفع ہے کہ اتنے بڑے مولیٰ کا تو نام لیتا ہے۔ آہ! کیا بات فرمائی۔

ذکر کے نافع ہونے کی تیسری عجیب مثال

اور تیسری مثال یہ ہے کہ کمرے میں اندھیرا ہے، آپ کے دل میں وساوس وخیالات کا ہجوم ہے لیکن آپ ٹیوب لائٹ تک پہنچے اور انگلی سے اس کا سوئچ دبا دیا تو تمام سوچ اور فکر و پریشانی کے باوجود ٹیوب لائٹ جلے گی یا نہیں؟ بس ہزاروں فکر، ہزاروں وساوس ہوں لیکن جب اللہ کا نام منہ سے نکل گیا تو سمجھ لو کہ تمام سوچیں دب گئیں، اللہ تعالیٰ کا نور دل میں پیدا ہوگیا، اللہ تعالیٰ کے نور کی ٹیوب لائٹ آپ کے قلب میں روشن ہوگئی۔

ارے یارو جو خالق ہو شکر کا
جمالِ شمس کا نورِ قمر کا

نہ لذت پوچھ پھر ذکرِ خدا کی
حلاوت نامِ پاکِ کبریا کی

اللہ کے نام کی مٹھاس کو کیا کہتے ہو۔ مبارک ہیں وہ بندے جو خدا کی یاد میں رو رہے ہیں، مبارک ہیں وہ لوگ جن کے دل خدا کے عشق میں تڑپ رہے ہیں، باقی ساری دنیا کچھ قابل مبارک باد نہیں، ان کی مٹی مٹی کے لیے رو رہی ہے، مٹی کے کھلونوں کے لیے، مٹی کی رنگینیوں کے لیے، مٹی کے ڈسٹمپروں کے لیے رو رہی ہے۔ حرام محبت کے آنسوؤں کی قیمت گدھوں کے پیشاب کے برابر بھی نہیں ہے، حرام محبت میں رونا اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول نہیں۔

اہل باطل کی صحبت سخت مضر ہے

اور چوتھی نصیحت یہ ہے کہ جس مصنف اور جس مقرر کا عقیدہ صحیح نہ ہو اور علمائے دین نے اس کو خطرناک اور نااہل قرار دیا ہو ایسے شخص کی تقریر و تحریر میں اس کے دل کے اندھیروں کی نحوست شامل ہوگی، لہٰذا نہ اس کی تقریر سنو نہ اس کی تحریر پڑھو۔ اگر وہ قرآن و حدیث بھی پڑھائے گا اور کہے گا کہ قال اللہ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس کے دل میں جو باطل عقیدے ہیں مثلاً صحابہ کا بغض بھرا ہوا ہے یا کوئی بھی بدعقیدگی اس کے دل میں ہے تو یاد رکھو اس کی تقریروں کے سننے سے اور اس کی تحریروں کے پڑھنے سے دل میں اندھیرے پیدا ہوں گے جیسے کوئی حلوہ کھا رہا ہو مگر چمچے میں پاخانہ لگا ہو تو حلوہ تو اچھا ہے لیکن پاخانے کی آمیزش سے اس حلوے سے قے ہونے لگے گی۔

قرآنِ پاک اور حدیثِ پاک کا کیا کہنا ہے لیکن جس ظالم کے دل کے اندر نجاست بھری ہوئی ہے اس کا علم گمراہی و ضلالت پھیلائے گا۔ اس لیے جس مقرر اور جس مصنف کو اللہ والوں نے گمراہ قرار دیا ہو، نہ اس کی کتاب دیکھو، نہ اس کی تقریر سنو، نہ اس کے مصلّے پر نماز پڑھو، اس کی ٹوپی و لباس بھی مت پہنو کیوں کہ دل میں اگر گندگی ہوتی ہے تو اس کے مصلّے، اس کی ٹوپی، اس کے لباس، اس کی تسبیح، اس کے مکان غرض اس کی ہر چیز میں ظلمت و نحوست کا اثر ہوتا ہے۔

صحبتِ اہل اللہ کے انوار و برکات

اس کے برعکس اللہ والوں کی کیا شان ہے؟ جس زمین پر سچے اللہ والے رہتے ہیں اس زمین پر جاکر سو قتل کے مجرم کی بھی معافی ہوتی ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ سو قتل کے مجرم کو حکم ہوا کہ جاؤ جہاں میرے خاص بندے رہتے ہیں وہاں کی زمین پر جاکر توبہ کرو تو ہم قبول کرلیں گے۔ سبحان اللہ! اس مٹی کو اللہ عزت دیتا ہے جس پر سچے اللہ والے رہتے ہیں۔

مطالعۂ کتب کے متعلق ایک اہم مشورہ

اس لیے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب کوئی کتاب پڑھو، اپنے

بزرگوں سے مشورہ کرلو کہ کیا میں فلاں کی تصنیف پڑھوں یا نہیں، بزرگانِ دین سے مشورہ کرکے پڑھو۔ پس اگر کسی کو تفسیر دیکھنی ہے تو تفسیر علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی اور تفسیر معارف القرآن مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور بیان القرآن حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی دیکھو۔ جن کی دیانت، جن کا دین مستند ہے ان سے دین سیکھو۔ جب مستند چیز ملے تو غیر مستند دوکان سے کیوں خریدتے ہو۔ جب مستند دوکانیں معلوم ہوجائیں کہ یہ مٹھائی والے اصلی گھی اور صحیح چیز ڈالتے ہیں تو سب ان ہی دوکانوں سے خریدتے ہیں، اور کسی دوکان کے بارے میں معلوم ہو کہ یہ مٹھائی والے کبھی ایسی چیزیں ڈال دیتے ہیں جن سے کینسر پیدا ہوجاتا ہے تو اس دوکان سے خریدنا جائز نہیں۔

دین کس سے سیکھنا چاہیے؟

اسی طرح جس سے دین حاصل کرنا ہے پہلے خوب تحقیق کرلو کہ تم کس سے دین سیکھ رہے ہو۔ جس لوٹے سے پانی پینا چاہتے ہو پہلے اس میں جھانک کر دیکھو کہ اس کے اندر کیا ہے، کہیں کوئی غلاظت تو نہیں ملی ہوئی ہے۔ علامہ محی الدین ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں حضرت ابنِ سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے:

اِنَّ ھٰذَا الْعِلْمَ دِیْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِیْنَکُمْ [۱۰]

اس علم کا حاصل کرنا عین دین ہے کہ پہلے تو خوب تحقیق کرلو کہ دین تم کس شخص سے حاصل کررہے ہو، اور اس نے دین کس سے سیکھا ہے ورنہ اندیشہ ہے کہ وہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے بجائے کسی اور جگہ پہنچادے۔ اَلْاِسْنَادُ مِنَ الدِّیْنِ [۱۱] یہ قول حضرت عبد اللہ ابنِ مبارک کا ہے کہ اسناد کی دین میں بہت خاص اہمیت ہے۔ جس کا سلسلۂ اسناد راستے میں منقطع ہوجائے اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچے سمجھ لو کہ ایسے اشخاص اور ایسے افراد سے دین سیکھنا جائز نہیں، سمجھ لو کہ یہ لوگ صورتاً دیندار بنے ہوئے ہیں حقیقت میں ان کو دین

---

[۱۰] الصحیح لمسلم: ۱/۱۱ باب بیان الاسناد من الدین، ایج ایم سعید

[۱۱] مسلم: ۱/۱۲ باب بیان الاسناد من الدین- ھٰذا قول عبد اللہ ابن مبارك، ایج ایم سعید

حاصل نہیں کیوں کہ یہ اہل اسناد سے وابستہ نہیں رہے اور انہوں نے دینی تربیت حاصل نہیں کی۔ خود مولوی نہیں ہیں مولوی بنے ہوئے ہیں یا اگر اصطلاحی مولوی بھی ہیں تو بغیر تربیت کے ہیں کیوں کہ ان کا کوئی استاد نہیں ہے۔ اس لیے بعض احباب کو میں نے ہنسی ہنسی میں قاعدۂ کلیہ بتادیا کہ اس کو بابا مت بناؤ جس کا اگلا کوئی بابا نہ ہو، لَا تَاْخُذُوْهُ بَابَا مَنْ لَّا بَابَالَهٗ۔ جب کسی سے دین سیکھو تو معلوم کرو کہ آپ نے کس سے تربیت کرائی، آپ نے کہاں سے دین سیکھا؟ آپ خود فیصلہ کیجیے کہ کتنا ہی بڑا حکیم ڈاکٹر ہو مگر کسی پرانے ڈاکٹر حکیم کے ساتھ نہ رہا ہو تو قبرستان آباد کرے گا۔ حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حکیم کا قصہ لکھا ہے کہ اپنے شاگردوں کے ساتھ قبرستان گیا اور آستین سے اپنا منہ چھپالیا، شاگردوں نے سوال کیا استاد! آپ آستین سے منہ کیوں چھپاتے ہیں؟ کہا ارے میں خالی کتاب پڑھ کر آیا تھا، کسی سے تربیت نہیں لی، یہ سب میرے ہی غفلتِ علاج کے مارے ہوئے ہیں، مجھے ان مُردوں سے شرم آرہی ہے۔ اس لیے یادرکھو کتنا ہی بڑا عالم ہو اس کو تربیت یافتہ ہونا چاہیے۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے پیر صاحب فرماتے ہیں کہ اے علمائے کرام! مدرسوں سے نکل کر مسجدوں کے منبر پر مت بیٹھو ورنہ متکبر بن جاؤ گے، تم سے بجائے فیض کے گندے اخلاق پیدا ہوں گے۔ پہلے جاؤ کسی اللہ والے سے اپنے نفس کو مٹاؤ اور اخلاص حاصل کرو پھر منبر تمہارا منبر ہوگا، تڑپتے ہوئے دل سے جب بیان کرو گے تو تمہارے منبر سے ہزاروں ولی اللہ بنیں گے، ورنہ تم گالیاں دو گے اور ایک دوسرے کی کاٹ کرو گے، تفرقہ اندازی اور پارٹی بازی کرو گے۔ جب دل میں اللہ نہ ہوگا تو ان ہی واہیات میں زندگی ضایع کرو گے۔

عشق و محبت کی حدود

آج کل ایک مرض اور ہے ”ارے مولانا اس میں کیا حرج ہے کہ ہم نے یوں کرلیا یا وُوں کرلیا۔“ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کسی درزی کو نمونے کے لیے ایک کُرتا دے دیں لیکن درزی نے ایک بالشت اور زیادہ کردیا تو آپ کیا کہیں گے؟ درزی کہتا ہے کہ صاحب اس میں کیا حرج ہے؟ میں نے تو آپ کے ساتھ بھلائی کی کہ کُرتا ایک بالشت زیادہ لمبا کردیا ورنہ صوفی صاحب! آپ کا کپڑا ضایع ہوجاتا تو آپ کیا ناراض نہ ہوں گے؟ کہ پھر میں نے نمونہ

کس لیے دیا تھا؟ تم نے اس کے خلاف کیوں کیا؟ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتے ہیں:

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ [۱۲]

اے دنیا والو! میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے لیے نمونہ بنا کر بھیج رہا ہوں۔ تمہیں ان کے نمونے پر مرنا جینا ہے۔

اُسوۂ حسنہ کے خلاف کوئی عمل قبول نہیں

تم کو اختیار نہیں کہ جہاں چاہو بڑھالو اور جہاں چاہو کم کر لو، مغرب کی تین کے بجائے چار رکعات پڑھ لو کہ اس میں کیا حرج ہے، حرج یہ ہے کہ قبول نہ ہو گی۔ اذان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر ختم ہوتی ہے، اگر کوئی مؤذن اذان کے آخر میں مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ بھی لگا دے تو بتائیے اس کی اذان قبول ہو گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حد بندی، جو میٹر، جو نمونہ پیش کیا ہے اسی نمونہ پر ہماری نجات ہو گی۔ اس لیے سنت کے خلاف کوئی کام کتنا ہی اچھا لگے وہ ہرگز قبول نہیں ہو سکتا، اس کا حسن ظاہری مت دیکھو، اس کی خباثت اور مردودیت کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے کے خلاف ہے۔ قیامت کے دن جب یہ لوگ پیش کیے جائیں گے اور وہ کہیں گے یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہمیں بھی جامِ کوثر پلا دیجیے تو فرشتے کہیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو آپ کے دین میں نئی نئی باتیں نکالتے رہتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو حوضِ کوثر سے بھگا دیں گے۔ اس جملے سے وہ لوگ توبہ کریں جو کہتے ہیں کہ اس میں کیا حرج ہے۔ جو نمونہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے کے خلاف ہے اس میں حرج ہی حرج ہے، نقصان ہی نقصان ہے۔

اب دو وظیفے بتاتا ہوں تاکہ آپ لوگوں نے آج جو وعدہ کیا ہے اس پر قائم رہنے کی ہمت حاصل ہو اور آیندہ پست ہمتی نہ ہو۔ شیر بننے کا جو ارادہ کیا ہے، ایسا نہ ہو کہ پھر شیطان ہم کو لومڑی بنا دے۔ شیطان ایسا چالباز ہے کہ ذرا سی دیر میں شیرانِ خدا کی گردن پکڑ کر دبا دیتا ہے اور ان کو چھوٹا سائز کا کر کے لومڑی بنا کر پیچھے دم بھی لگا دیتا ہے یعنی نیکوں کو فاسق بنا دیتا ہے۔

[۱۲] الاحزاب:۲۱

شیطان کی ایجاد اور اس کا ضررِ عظیم

بدعت شیطان ہی نے ایجاد کی ہے کیوں کہ شیطان نے دیکھا کہ میں ان سے گناہ کراتا ہوں اور یہ ظالم نادم ہو کر گناہ سے توبہ کر لیتے ہیں اور توبہ کر کے میری محنت کو رائیگاں کر دیتے ہیں اور یہ بخشے بخشائے ہو جاتے ہیں اس لیے ایسی چیز ایجاد کرو جس سے ان کو توبہ نصیب نہ ہو۔ لہٰذا اس نے بدعت ایجاد کی کیوں کہ بدعت کو یہ ثواب سمجھ کر کریں گے اور جس کام کو ثواب سمجھ کر، دین سمجھ کر کریں گے تو توبہ کیسے نصیب ہو گی؟ کتنی بڑی چال ہے شیطان کی۔

استقامت علی الدین کے لیے دو اہم وظیفے

لہٰذا دو وظیفے پیش کرتا ہوں تاکہ دین پر استقامت رہے۔ نمبر ایک لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ہر نماز کے بعد سات مرتبہ پڑھ لیجیے اور اوّل آخر درود شریف صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ اور دعا کر لو کہ اے خدا! اس کی برکت سے مجھے نیک عمل کی توفیق دے دے اور گناہ چھوڑنے کی ہمت دے دے۔ دوسرا عمل اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ[۱۳] اے اللہ! ہم پر اپنی وہ خاص رحمت نازل کر دے جس سے ہم گناہ چھوڑ دیں۔

مالک تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے اپنے غلاموں کو پیغام دوستی

اے دنیا والو! اللہ اللہ ہے اور اے غلامو! مالک مالک ہے جو مستغنی ہے تمام عالم سے، لیکن کیا کرم ہے کہ اس کریم مالک نے پیغام دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہے، اپنے غلاموں کی طرف مالک نے دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ اپنے غلاموں سے دوستی کی میری طرف سے پہل ہوئی ہے تم نے پہل نہیں کی، گناہ چھوڑنے میں تم نے پہل نہیں کی، میں تم سے کہتا ہوں کہ گناہ چھوڑ دو اور میرے ولی بن جاؤ کیوں کہ میری ولایت گناہ چھوڑنے پر ہی موقوف ہے جیسا کہ میں نے قرآنِ پاک میں نازل فرمادیا کہ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ[۱۴] میرے اولیاء صرف وہ ہیں جو

---

[۱۳] جامع الترمذی: ۱۹۷/۲ (۳۵۷۰)، باب فی دعاء الحفظ، ایچ ایم سعید

[۱۴] الانفال: ۳۴

گناہوں سے بچتے ہیں۔ تو پیغام دوستی اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے دیا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ[۱۵] نازل فرما کر دوستی کا ہاتھ اپنے غلاموں کی طرف اللہ تعالیٰ نے بڑھایا ہے۔ اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم میرے دوست ہو جاؤ۔ تو دوستی کی پیش کش اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی ہے، کیا یہ ان کا کرم نہیں ہے؟

ولی اللہ بننے کا طریقہ

لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گناہ چھوڑنے کی ہمت تم کو کب ہوگی كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ جب اہلِ تقویٰ کی صحبت میں رہوگے اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ[۱۶] اور صَادِقُوْنَ اور مُتَّقُوْنَ ایک ہی چیز ہے لیکن صٰدِقِیْنَ اس لیے نازل فرمایا تاکہ متقی سچا ہو کیوں کہ بعض لوگ صورت تو اہلِ تقویٰ کی بنالیتے ہیں لیکن تقویٰ میں صادق نہیں ہوتے لہٰذا صدق فی التقویٰ مطلوب ہے، اس لیے بجائے متقین کے یہاں صٰدِقِیْنَ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔

میں نے یہ چند باتیں عرض کردیں کہ زندگی میں ایک بار اپنے بزرگوں کے ساتھ ایک چلّہ لگالو۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زندگی میں کم از کم چالیس دن کسی اللہ والے کے در پر بستر لگادو اور باہر مت نکلو، پھر دیکھو کیا ملتا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اللہ تعالیٰ اس مبارک مہینے میں ہم کو تمام گناہ چھوڑنے کی ہمت عطا فرمائیں تاکہ ہم سچے عاشقِ رسول بن جائیں۔

نقشِ قدم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں جنت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

(عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

---

۱۵ التوبة:۱۱۹
۱۶ البقرة:۱۷۷

فیضانِ مدینہ ہے یہ فیضانِ مدینہ

ساحل سے لگے گا کبھی میرا بھی سفینہ
دیکھیں گے کبھی شوق سے مکہ و مدینہ

مؤمن جو فدا نقشِ کفِ پائے نبی ہو
ہو زیرِ قدم آج بھی عالم کا خزینہ

گر سنتِ نبوی کی کرے پیروی اُمت
طوفاں سے نکل جائے گا پھر اس کا سفینہ

یہ دولتِ ایمان جو ملی سارے جہاں کو
فیضانِ مدینہ ہے یہ فیضانِ مدینہ

جو قلب پریشاں تھا سدا رنج و الم سے
فیضانِ نبوت سے ملا اُس کو سکینہ

جو دردِ محبت کا ودیعت تھا ازل سے
مؤمن پہ ہوا کشف وہ مدفون خزینہ

اے ختمِ رُسل! کتنے بشر آپ کے صدقے
ہر شر سے ہوئے پاک ہوئے مثلِ نگینہ

❀❀❀❀

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

”اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہوگی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ہر امتی کے ایمان کا جزو ہے۔ جس امتی کے دل میں اپنی جان، اپنے مال اور آل اولاد سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں وہ اپنے ایمان کا جائزہ لے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے امتیوں کے لیے اس عشق کے اظہار کی بھی حدود مقرر کی ہیں۔ شریعت کی قائم کردہ حدود توڑ کر عشق رسالت کا اظہار کرنا اس عشق کی توہین ہے اعزاز نہیں۔

شیخ العرب والعجم مجدد زمانہ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''عشق رسالت کا صحیح مفہوم'' میں قرآن وحدیث کے دلائل کی رُو سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کے اظہار کی شرعی حدود بیان فرمائی ہیں۔ اس وعظ میں حضرت والا نے واضح کیا ہے کہ صحابہ کرام نے اسوۂ رسول کی اتباع میں جس طرح عشق رسالت کی حدود کا خیال رکھا ہے وہ تاقیامت امتیوں کے لیے رہنمائی حاصل کرنے کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔

www.khanqah.org

AW036